عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله ﷺ قال مالي اراكم
رافعي ايديكم كانها اذ ناب خيل شمس اسكوا في الصلوة (مسلم)
حضرت جابر بن سمرۃ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے (اور ہمیں رفع یدین
کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا) کیا ہے کہ میں تمہیں اس طرح رفع یدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں جیسے سرکش
گھوڑوں کی دُمیں ہیں نماز میں سکون اختیار کرو۔
ازالۃ الرین
عن مسئلۃ ترک رفع الیدین
مؤلف
استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا
محمد یعقوب ہزاروی مدظلہ العالی
استاذ الحدیث جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی
ناشر
ضیاء العلوم پبلی کیشنز
راولپنڈی
پاکستان

نام کتاب: **ازالۃ الرین**
عن مسئلۃ ترک رفع الیدین

تصنیف: شیخ الحدیث علامہ محمد یعقوب ہزاروی مدظلہ العالی

کمپوزنگ: ضیاء العلوم کمپوزنگ سنٹر سیٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی

کمپیوٹر گرافکس: قاضی محمد یعقوب چشتی

بار طبع: اپریل 2007

قیمت: ...... روپے

ناشر: سید شہاب الدین شاہ
ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی پاکستان

رابطہ: 0333- 5166587 - Fax 051-4580404
Email:ziauloom@isb.paknet.com.pk

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

ہمارا مسلک یہ ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے **اُٹھتے وقت رفع یدین ممنوع اور خلاف سنت ہے** اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

1: "عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ"
(مسلم شریف جلد اوّل ص ۱۸۱)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے پھر فرمایا کیا بات ہے میں تمہیں یوں رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں گویا وہ ہاتھ سرکش گھوڑوں کے دُم ہیں نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔

اس حدیث شریف سے روز روشن سے زیادہ واضح ہوگیا کہ نماز میں رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیے اور آپ کے ارشاد کے بعد رفع یدین سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

برھان بصورت قیاس اقترانی

صغریٰ: نماز میں رکوع کے وقت رفع یدین سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے
کبریٰ: جس سے رسول اللہ ﷺ منع فرمائیں ممنوع ہے۔

اسقاط حد اوسط پر نتیجہ آئیگا۔ نماز میں رکوع کے وقت رفع یدین ممنوع ہے۔

صغریٰ کا اثبات مسلم شریف میں مذکور صحیح حدیث سے ہے اور کبریٰ بدیہی ہے کہ ہر مسلمان کے نزدیک مسلّم ہے کہ جس سے رسول اللہ ﷺ منع فرمائیں ممنوع ہے لہٰذا نتیجہ یقیناً درست، **قیاس استثنائی اتصالی سے دلیل** یوں مرتب ہوگی۔

مقدم: اگر نماز میں رکوع کے وقت رفع یدین کیا جائے۔

تالی: تو حدیث صحیح کا خلاف لازم آئے گا۔

لیکن حدیث صحیح کا خلاف باطل تو نماز میں رکوع کے وقت رفع یدین باطل

جب رفع یدین نماز میں رکوع کے وقت باطل ہوا تو عدم رفع یدین ثابت کیونکہ جب ایک نقیض باطل ہو تو دوسری کا ثبوت واجب وضروری ہوجاتا ورنہ ارتفاع نقیض لازم آئے گا۔ جو باطل ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ کی روایت پر ایک غیر مقلد وہابی کی رائے زنی:

تقریباً تین ماہ قبل ایک مخلص نے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین کا حکم مجھ سے دریافت کیا میں نے چند احادیث مبارکہ ترک رفع یدین سے متعلق انہیں لکھ دیں ان احادیث میں حضرت جابر بن سمرہ کی حدیث بھی تھی اس روایت پر ایک غیر مقلد نے درج ذیل رائے زنی کی:

"اس روایت کو امام مسلم نے نماز میں سلام پھیرنے کے باب میں نقل کیا ہے کیونکہ اسی حدیث کی روایت میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔

کنا اذا صلینا مع رسول اللہ ﷺ قلنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ واشاربیدہ الی الجانبین ،

یعنی جب ہم نماز پڑھتے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے تو ساتھ ہی دونوں طرف ہاتھ بھی اُٹھاتے۔"

مذکورہ عبارت میں غیر مقلد صاحب نے کئی غلطیاں کی ہیں۔

غلطی نمبر 1: باب سکون فی الصلوٰۃ کی نسبت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی جانب کی ہے حالانکہ حاشیہ مسلم پر مذکورہ ابواب امام مسلم رحمہ اللہ نے رقم نہیں فرمائے بلکہ بعد میں علماء نے ذکر کئے ہیں مؤرخ شہیر علامہ مصطفیٰ بن عبداللہ کشف الظنون میں ارقام فرماتے ہیں۔

"لم یذکر تراجم الابواب وقد ترجم جماعۃ ابوابہ"

(کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ج اول)

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابواب ذکر نہیں کئے علماء کی ایک جماعت نے مسلم شریف کے ابواب ذکر کئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابواب مسلم شریف کے حاشیہ پر درج ہیں اور کتاب میں انہیں ذکر نہیں کیا گیا۔

غلطی نمبر 2: دو حدیثوں کو ایک کہہ دیا جیسا کہ (اسی حدیث کی روایت میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں) سے عیاں ہے حالانکہ تمیم بن طرفہ سے مروی حدیث اور عبداللہ بن القبطیہ سے مروی دو الگ الگ حدیثیں ہیں کیونکہ ان دونوں حدیثوں کی سندیں الگ الگ ہیں اور اختلاف اسناد اختلاف وتعدد حدیث کو مستلزم ہے فاضل المعی علامہ نور الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"در اصطلاح محدثین حدیث بتعدد اسناد متعدد می باشد"

(تیسری القاری شرح صحیح بخاری جلد اوّل)

محدثین کی اصطلاح میں اسناد کے تعدد سے حدیث متعدد ہو جاتی ہے۔

علاوہ ازیں سیاق حدیث بھی اس پر دال ہے کہ تمیم بن طرفہ اور عبداللہ بن القبطیہ سے مروی الگ الگ حدیثیں ہیں کیونکہ تمیم بن طرفہ کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام نماز پڑھ رہے تھے اور نبی کریم ﷺ نماز میں ان کے ساتھ شریک نہ تھے اور صحابہ کرام کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھ کر اس سے ممانعت فرمائی اور عبداللہ بن القبطیہ کی مروی حدیث کے سیاق سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرام ﷺ نبی کریم ﷺ کی معیت میں نماز ادا کر رہے تھے سلام کے وقت آپ نے انہیں رفع یدین کرتے دیکھ کر ممانعت فرمائی دونوں حدیثوں کے سیاق میں وحدت نہ ہونا اس کی دلیل ہے کہ یہ دونوں الگ الگ حدیثیں ہیں۔

مزید برآں دو حدیثوں کو ایک کہنے سے غیر مقلدوں کو فائدہ بھی کوئی نہیں کیونکہ حدیث شریف کے الفاظ اسکنوا فی الصلوٰۃ عام ہیں اور اعتبار عموم الفاظ کا ہوتا ہے نہ کہ خصوص مورد کا

غلطی نمبر 3: حدیث شریف میں مذکور لفظ اشار صیغہ واحد مذکر غائب ہے اسکا ترجمہ جمع متکلم والا کیا گیا ہے اور لفظ "ساتھ ہی" بھی خود ساختہ ہے ورنہ حدیث شریف میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کا یہ ترجمہ ہو۔

ایک وہم کا ازالہ: غیر مقلد صاحب نے مزید لکھا ہے اس حدیث میں اگر اس بات سے دلیل لینی ہے۔ اسکنوا فی الصلوۃ تو سوال یہ ہے کہ پھر پہلی تکبیر کے وقت کی رفع یدین کا اس سے استثنٰی کیسے ہوگا اس لئے

کہ نماز میں سکون اختیار کرو تو الفاظ عام ہیں اس سے آپ رکوع والی رفع یدین کی نفی کر رہے ہیں تو پہلی رفع یدین کا ثبوت کیسے نکال رہے ہیں۔

مذکورہ وہم کا ازالہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ ہمارے نزدیک نماز کا رکن نہیں شرط ہے اور شئی کی شرط شئی سے خارج ہوتی ہے۔ تو تکبیر تحریمہ نماز میں داخل ہی نہیں تا کہ اس کے استثناء کی ضرورت پڑے۔

غلطی نمبر 4: رفع یدین مذکر ہے۔ فیروز اللغات میں ہے۔ "رفع یدین، ع، مذ، نماز میں تکبیر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھانا۔ (فیروز اللغات ص ۷۱۳)

غیر مقلد صاحب نے اسے مؤنث سمجھ لیا ہے جیسا کہ "رکوع والی رفع یدین" "پہلی رفع یدین" سے واضح ہے۔

مقام حیرت: جو شخص کثیر الاستعمال اور سہل الفاظ میں مذکر و مؤنث کی تمیز نہیں کر سکتا وہ بھی احادیث مبارکہ اور اہم مسائل دینیہ میں بڑی ڈھٹائی اور سینہ زوری سے کلام کرتا ہے۔ بعض احباب سے معلوم ہوا ہے۔ غیر مقلد صاحب کسی مدرسہ میں مدرس ہیں۔

گر ہمیں است مکتب وملا کار طفلان تمام خواہد شد

ہم نے ترک رفع یدین کے بیان میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ذکر کی تھی اس کے متعلق غیر مقلد صاحب نے لکھا ہے۔

"حضرت براۃ بن عازب کی روایت سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث کے الفاظ میں ایک لفظ کا اضافہ کر دیا گیا ہے جو اصل کتاب میں نہیں اور وہ لفظ ہے۔ ابھا ماہ اور اس حدیث میں ایک اور لفظ کا بھی اضافہ کیا گیا ہے جو اصل کتاب میں نہیں ہے شحمتی"

جن الفاظ کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں نہیں اضافہ کیا گیا ہے درست نہیں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بہت سے محدثین نے اپنی کتب میں ذکر کی ہے بعض الفاظ کے اختلاف سے۔ جن میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

ابوداؤد، مصنف عبدالرزاق ج ۱، شرح معانی الآثار، مسند ابی یعلی دار قطنی وغیرہم

ہم نے شرح معانی الآثار سے حدیث نقل کی ہے۔ آپ کی تسلی کے لئے دوبارہ حدیث شریف ذکر کی جاتی ہے۔

"حدثنا ابوبکرۃ قال حدثنا مؤمل قال حدثنا سفیان قال حدثنا یزید بن زیاد عن ابن ابی لیلیٰ عن البراء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتیٰ یکون ابھاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود. (شرح معانی الآثار ج ۱)

یہ حدیث شریف بہت سی کتب میں مذکور ہے اختصار کے لئے بعض کے اسماء پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

غلطی نمبر 5: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی ہیں کتب حدیث میں آپ کا اسم گرامی کثرت سے درج ہے حدیث شریف کے ادنیٰ طالب علم پر بھی آپ کے اسم گرامی کا تلفظ اور کتابت مخفی نہیں غیر مقلد صاحب نے حضرت براء کے بجائے "حضرت براۃ" لکھ دیا ہے۔

غیر مقلد صاحب نے مزید لکھا ہے۔

"اس حدیث کے آخر میں امام ابوداؤد نے ایک نوٹ دیا ہے جس کو

مولوی صاحب چھوڑ گئے ہیں اگر انہوں نے جان بوجھ کر چھوڑا ہے تو انہیں توبہ کرنی چاہیے اگر سہواً چھوڑ دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے۔"

میں پوچھتا ہوں کہ کسی محدث کے نوٹ کا ترک گناہ اور ترک سے توبہ لازم ہے یا نہیں اگر ترک گناہ ہے تو امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ترک رفع یدین کی حدیث پر نوٹ ذکر کیا ہے جسے سب غیر مقلد بمع حدیث کے چھوڑ گئے ہیں سب پر توبہ لازم ہے۔

حدیث اور نوٹ ملاحظہ ہو:

" حدثنا هناد نا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمة قال قال عبدالله بن مسعود الا اصلی بکم صلوة رسول الله ﷺ فصلی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرة وفی الباب عن البراء بن عازب"

حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز جیسی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں پھر آپ نے نماز پڑھی اور پہلی مرتبہ (تکبیر تحریمہ کے وقت) رفع یدین کرنے کے علاوہ کسی اور جگہ رفع یدین نہ فرمایا اس حدیث شریف کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی یہ نوٹ تحریر فرمایا ہے۔

" قال ابو عیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسن و به یقول غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ والتابعین وهو قول سفیان واهل الکوفة " (ترمذی جلد اوّل)

امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ حضرت ابن مسعود کی حدیث حسن ہے اور

بے شمار اہل علم صحابہ کرام اور تابعین اسی کے (صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنے کے) قائل ہیں اور یہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا قول ہے امام ترمذی کا یہ نوٹ کسی غیر مقلد نے ذکر نہیں کیا۔ لہٰذا سب پر توبہ لازم ہوئی۔ اگر سہواً چھوڑا تو اللہ تعالیٰ آپ کو اور دیگر غیر مقلدوں کو ہدایت دے۔

ع لو صیاد اپنے جال میں آ گیا۔ اور شق ثانی دوسروں پر بے جا تنقید کیوں

مقام تعجب: غیر مقلد اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم صرف حدیث پر عمل کرتے ہیں حدیث کے علاوہ کسی اور کا قول تسلیم نہیں کرتے ہم نے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرنے پر حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث ذکر کی جو ان کی خواہشات کے خلاف تھی تو حدیث شریف کو چھوڑ کر امام ابوداؤد کے قول کا سہارا لینے کی لاحاصل کوشش کی ہے۔

ع میں ادھر سے آیا تو وہ ادھر سے نکل گیا

نوٹ: یہ ہے۔" قال ابوداؤد روی هذا الحدیث هشیم و خالد وابن ادریس عن یزید لم یذکروا ثم لایعود"

اس عبارت سے صرف اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ بعض رواۃ نے مکمل حدیث ذکر کی ہے اور بعض نے تمام حدیث ذکر نہیں کی تو اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ ہر راوی مکمل حدیث بیان کرے کبھی تمام حدیث بھی بعض راوی ذکر کر دیتے ہیں اور بعض کی غرض چونکہ بعض حدیث سے متعلق ہوتی تو وہ حدیث کا اتنا حصہ بیان کرتے ہیں جس سے ان

کی غرض متعلق ہو اس کی کثرت سے مثالیں کتب حدیث میں موجود ہیں۔

نیز معارضہ بالقلب بھی امام ابوداؤد کی عبارت پر موجود ہے کہ ابن عدی نے کامل میں ذکر کیا ہے۔

" رواہ هیثم و شریک و جماعة معهم عن یزید باسناده وقالوا فیه ثم لم یعد " (کامل ابن عدی بحوالہ عمدۃ القاری)

"پھر امام ابوداؤد اسی حدیث کو ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں لکھتے ہیں قال ابو داؤد وهذا الحدیث لیس بصحیح " اب عجیب بات یہ ہے کہ امام ابوداؤد تو یہ روایتیں رد کرنے کے لئے لے کر آئے ہیں اور مولوی صاحب نے انہیں اپنی رائے کی دلیلیں بنالیا۔"

ائمہ محدثین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کسی حدیث کے متعلق یہ فرمانا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔اس کا یہ معنی نہیں ہوتا کہ یہ غلط باطل اور مردود ہے اور قابل استدلال نہیں بلکہ صحیح محدثین کی اصطلاح میں ایک بلند پایہ اور اعلیٰ درجہ کی حدیث ہے جس کے تحقق کے شرائط دشوار اور سخت اور موانع بسیار حدیث میں ان سب کا اجتماع اور سب کا ارتفاع کم ہوتا ہے محدثین کے نزدیک جب ان باتوں میں کہیں بھی کمی ہو تو فرما دیتے ہیں کہ حدیث صحیح نہیں یعنی اس درجہ عالیہ کو نہ پہنچی۔

صحت حدیث کی نفی سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث موضوع اور باطل و مردود ہو اور قابل استدلال نہ ہو بلکہ حدیث کے صحیح نہ ہونے اور

موضوع ہونے میں زمین و آسمان کا فرق ہے حدیث صحیح اور موضوع دونوں ابتداء اور انتہاء کے کناروں پر واقع ہیں سب سے اعلیٰ صحیح اور سب سے بدتر موضوع اور درمیان میں بہت اقسام حدیث ہیں صحیح لذاتہ کے بعد صحیح لغیرہ ہے، پھر حسن لذاتہ، پھر حسن لغیرہ وغیرھا یہ سب محتج بها ہیں۔

یہ کہنا کہ کسی حدیث سے صحت کی نفی سے وہ باطل اور مردود ہو جاتی ہے اور قابل استدلال نہیں رہتی ایسی کھلی جہالت اور ضلالت ہے جسے علم حدیث سے ادنیٰ التعلق بھی ہو اس کا ذہن اس واضح جہالت کی جانب نہ جائیگا

تصریحات ائمہ محدثین ملاحظہ ہوں۔

امام ابن حجر عسقلانی القول المسدد فی الذب عن مسند احمد میں فرماتے ہیں۔

" لایلزم من کون الحدیث لم یصح ان یکون موضوعا"
(القول المسدد ص ۳۵ بحوالہ منیر العین)

یعنی حدیث کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے۔

" وقول من یقول فی حدیث انه لم یصح ان سلم لم یقدح لان الحجیة لاتتوقف علی الصحة بل الحسن کاف "
(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۳ ص ۱۸)

یعنی کسی حدیث کی نسبت کہنے والے کا یہ کہنا کہ وہ صحیح نہیں اگر مان لیا جائے تو کچھ حرج نہیں ڈالتا کہ حجیت صحیح ہونے پر موقوف نہیں بلکہ حسن کافی ہے

سید نور الدین علی سمہودی فرماتے ہیں۔

" قد یکون غیر صحیح وهو صالح للاحتجاج به

اذالحسن رتبة بين الصحيح والضعيف "

یعنی کبھی حدیث صحیح نہیں ہوتی اور باوجود اس کے وہ قابل حجیت ہے اس لئے کہ حسن کا رتبہ صحیح اور ضعیف کے درمیان ہے۔

(جواهر العقدين في فضل الشرفين بحواله منير العين)

شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

" حکم بعدم صحت کردن بحسب اصطلاح محدثین غرابت ندارد چه صحت درحدیث چنانچه در مقدمه معلوم شد درجه اعلی است دائره آن تنگ تر جمیع احادیث که در کتب مذکور است حتی دریں شش کتاب که انرا صحاح سته گویند هم به اصطلاح ایشان صحیح نیست بلکه تسمیه آنها صحاح باعتبار تغلیب است . (شرح صراط مستقیم ص ۵۰۳)

اصطلاح محدثین میں عدم صحت کا ذکر غرابت کا حکم نہیں رکھتا کیونکہ حدیث کا صحیح ہونا اس کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ جیسا کہ مقدمہ میں معلوم ہو چکا ہے۔ اور اس کا دائرہ نہایت ہی تنگ ہے تمام احادیث جو کتابوں میں مذکور ہیں حتی کہ ان چھ کتب میں بھی جن کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے محدثین کی اصطلاح کے مطابق صحیح نہیں ہیں بلکہ ان کو تغلیباً صحیح کہا جاتا ہے۔

محدثین کرام کی تصریحات سے قول مردود " حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے روایت کو امام ابوداؤد نے ھذا الحدیث لیس بصحیح کہ کر رد کر دیا ہے " باطل ہوا۔

غلطی نمبر 6: امام ابوداؤد ایک بلند پایہ معروف محدث ہیں غیر مقلد مضمون نویس نے ص ۲ سطر نمبر ۱۱ پر آپ کا اسم گرامی غلط تحریر کیا ہے یوں ہی

اسی صفحہ کی سطر نمبر ۱۵ پر اسم گرامی غلط تحریر کیا ہے دونوں مقام پر لکھا ہے قال ابو دائود مقام حیرت ہے کہ جو ایسا معروف اسم گرامی جو قرآن میں بھی مذکور اور عوام اور بچے بھی جس کی کتابت اور تلفظ صحیح کرتے جو اس سے بے خبر اسے بھی ابوداؤد شریف کے فہم کا دعویٰ ہے۔

غلطی نمبر 7: لفظ رفع یدین مذکر ہے غیر مقلد صاحب نے اسے مؤنث سمجھ لیا ہے۔ صفحہ نمبر ۲ کی سطر ۱۹ میں لکھا ہے۔

" ان احادیث میں یہ بات کہاں لکھی ہوئی ہے کہ رفع یدین منسوخ ہو چکی ہے۔ اور اس بات کی کیا دلیل ہے کہ یہ روایات بعد کی ہیں۔"

اگر نسخ یا عدم نسخ کے لئے حدیث میں لکھا ہوا ہونا ضروری ہے تو غیر مقلد صاحب بتائیں یہ ان احادیث میں کہاں لکھا ہوا کہ یہ منسوخ نہیں جو آپ کا مدعیٰ ہے۔

ہم نے ائمہ حدیث کے اقوال نقل کئے تھے کہ رفع یدین کا حکم منسوخ ہے غیر مقلد صاحب نے اس پر دلیل طلب کی ہے غیر مقلد صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں ناقل ہوں مدعی نہیں ناقل سے تصحیح نقل طلب کی جاتی ہے بشرطیکہ نقل کی صحت سائل کو معلوم نہ ہو دلیل مدعی سے طلب کی جاتی ہے آپ کسی سنی عالم دین سے قواعد بحث کی تعلیم حاصل کریں۔ مناظرہ رشیدیہ میں ہے۔

" ويؤاخذ اى الخصم بتصحيح النقل من كتاب اوثقة ان نقل شيئا و بالتنبيه او الدليل ان ادعى بديهيا خفيا او نظريا مجهولا "

(رشیدیہ ص ۳۶)

غلطی نمبر 8: رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرنے پر نقل پیش کی گئی تھی غیر مقلد صاحب نے اس پر دلیل طلب کی ہے جو انتہائی جہالت ہے ناقل سے صحت نقل کا علم نہ ہونے پر سائل تصحیح نقل طلب کرسکتا ہے۔ دلیل نہیں طلب کرسکتا دلیل صرف مدعی سے دعویٰ نظری ہونے کی صورت میں طلب کی جاسکتی ہے۔

''امام ابوداؤد حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''لیس بصحیح علی ھذا اللفظ اور امام ترمذی عبداللہ بن مبارک کا یہ قول روایت کرتے ہیں ولم یثبت حدیث ابن مسعود ان النبی ﷺ لم یرفع یدیہ الا فی اول مرة اب افسوس کی بات یہ ہے کہ ابوداؤد اور ترمذی میں جو رکوع والی رفع یدین کے اثبات کی روایات ہیں وہ نظر نہیں آئیں اور جن روایات کو یہ ائمہ کرام رد کرنے کے لئے لائے تھے ان کو دلیل بنادیا''

سبحان کیا جہالت شنیعہ ہے کہاں حکم عدم صحت اور کہاں حکم رد و وضع حدیث شریف کے متعدد درجات ہیں سب سے اعلیٰ درجہ میں حدیث صحیح لذاتہ ہے، پھر صحیح لغیرہ، پھر حسن لذاتہ، پھر حسن لغیرہ، پھر دیگر مراتب کیا سب سے اعلیٰ مرتبہ کی نفی سے سب سے ادنیٰ درجہ مردود اور موضوع کا ثبوت ہوجائے گا، مثلاً نبوت سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے اور کفر سب سے کم تو اب اگر زید کو کہا کہ نبی نہیں تو ادنیٰ مرتبہ کفر کا ثبوت ہوجائے گا اور یہ قرار پائے گا کہ وہ کافر ہے۔ یہ کہنا کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے لیس بصحیح کہکر اس

حدیث کو رد کردیا ہے انتہائی جہالت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول بھی لاعلمی کی بنا کر ذکر کیا گیا ہے کیونکہ آپ کا ارشاد ولم یثبت حدیث ابن مسعود ان النبی ﷺ لم یرفع یدیہ الا اول مرة، اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ اس خاص سند کے ساتھ لم یرفع یدیہ الا اول مرة کا ثبوت نہیں ورنہ دوسری سند کے ساتھ یہ کلمات ثابت ہیں اور خود عبداللہ بن مبارک ؒ ان کے راوی ہیں۔ نسائی شریف میں ہے۔

'' اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبداللہ بن مبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبداللہ قال الا اخبرکم بصلوٰة رسول اللہ ﷺ قال فقام فرفع یدیہ اول مرة ثم لم یعد''

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز خبر نہ دوں حضرت علقمہ نے بیان کیا کہ آپ کھڑے ہوئے آپ نے پہلی بار (تکبیر تحریمہ) کے وقت رفع یدین کیا پھر نہیں کیا۔

غلطی نمبر 9: رفع یدین لفظ مذکر ہے جیسا کہ فیروز اللغات کے حوالہ سے ذکر کیا گیا ہے غیر مقلد صاحب ''رکوع والی رفع یدین'' سے پھر غلطی کا اعادہ کیا ہے۔ اور مذکر کو مؤنث کہدیا جسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ لفظ رفع یدین مذکر ہے یا مؤنث اس کی مسئلہ رفع یدین پر گفتگو جہالت کے باب میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

"میں یہ سوال کرتا ہوں کہ اگر یہ آپ کی پیش کردہ روایات آپ کے یہاں صحیح ہیں تو اس بات کی کیا دلیل ہے کہ یہ روایات بعد کی ہیں اور عبداللہ بن عمر ؓ کی روایت پہلے کی ہے۔"

روایت رفع یدین کی احادیث کا تاخر اور بعدیت سیدنا حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کے ارشاد سے ثابت ہے جو آپ نے ایک شخص کو رکوع کے وقت رفع یدین کرتے دیکھ کر فرمایا لاتفعل فان هذا الشئی فعله رسول الله ثم ترکه رکوع میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کر رسول اللہ ﷺ پہلے رفع یدین فرمایا اور پھر چھوڑ دیا تھا۔ (الکفایہ ج ۱)

نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر میں ہے۔ "ومنها ما يجزم الصحابي بانه متاخر" صحابی کا کسی حدیث کے متعلق فرمانا یہ متاخر ہے اس سے اس حدیث کے متاخر ہونے کی معرفت آجائے گی اس روایت سے ظاہر ہوگیا کہ ابتداء رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین فرمایا اور بعد میں اسے ترک فرمادیا اور یہ منسوخ ہے۔

نیز حضرت عبداللہ بن عمر ؓ جو حدیث رفع یدین کے راوی ہیں وہ خود رکوع کے وقت رفع یدین نہیں فرماتے تھے شرح معانی الآثار میں ہے۔

"حدثنا ابن ابی داؤد قال حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابوبكر بن عياش عن حصين عن مجاهد قال صليت خلف ابن عمر فلم يكن يرفع يديه الا في التكبيرة الاولى من الصلوٰة"

حضرت مجاہد سے روایت ہے آپ نے فرمایا میں نے عبداللہ بن عمر ؓ کے

پیچھے نماز پڑھی آپ تکبیر اولیٰ کے سوا رفع یدین نہیں فرماتے تھے اس روایت کو نقل فرمانے کے بعد امام طحاوی ارشاد فرماتے ہیں۔

"فهذا ابن عمر قد رأى النبي ﷺ يرفع ثم قد ترك هو الرفع بعد النبي ﷺ فلا يكون ذلك الا و قد ثبت عنده نسخ ما قد راى النبي ﷺ فعله وقامت الحجه عليه بذلك"

یہ ابن عمر ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو رفع یدین فرماتے دیکھا پھر نبی کریم ﷺ کے بعد رفع یدین چھوڑ دیا تو یہ صرف اس لئے کہ عبداللہ بن عمر ؓ کے نزدیک رفع یدین کا نسخ برھان ثابت ہوگیا۔ عبداللہ بن عمر ؓ کا ترک رفع یدین نسخ رفع یدین پر برھان ہے۔

خلاصہ یہ کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ حدیث رفع یدین کے راوی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کا اس حدیث پر عمل نہ فرمانا اور رفع یدین نہ کرنا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ رفع یدین ابتدا تھا اور بعد میں منسوخ ہوگیا ہے، ورنہ عبداللہ بن عمر خلاف حدیث کیوں فرماتے تھے غیر مقلد صاحب اس کی وجہ بیان کریں؟

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

از ابن عباس روایت کردہ اند کہ گفت عشرہ مبشرہ برنمید اشتند دستہارا مگر نزد افتتاح،

محدثین نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ عشرہ مبشرہ تکبیر اولیٰ کے سوا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

برھان بصورتِ قیاس استثنائی اتصالی:

مقدم: اگر رفع یدین رکوع کے وقت منسوخ نہ ہوتا

تالی: تو خلفاء راشدین وعشرہ مبشرہ رکوع کے وقت رفع یدین پر دوام کرتے

لیکن خلفاء راشدین وعشرہ مبشرہ نے رکوع کے وقت رفع یدین پر دوام نہیں کیا تو رفع یدین رکوع کے وقت منسوخ ہے، رفع تالی نے رفع مقدم نتیجہ دیا ہے۔

"بخاری شریف کی جو حدیث رفع الیدین کیلئے پیش کی گئی اسکے متعلق لکھا ہے کہ ائمہ حدیث نے یہ فرمایا ہے یہ ابتداء اسلام میں تھا پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا تو ائمہ حدیث کون ہیں اور ان کا یہ قول کہاں ہے۔"

جن محدثین نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے نسخ کا قول کیا ان کے اسماء گرامی۔ الامام المحدث ابو جعفر الطحاوی، آپ کا قول شرح معانی الآثار میں ہے ملاحظہ ہو۔

"فھذا ابن عمر قد رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع ثم قد ترک ھو الرفع بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلایکون ذلک الا وقد ثبت عندہ نسخ ما قد رای النبی ﷺ فعلہ وقامت الحجۃ علیہ بذلک" (شرح معانی الآثار ج ۱)

شیخ عبدالحق محدث دھلوی:

امام محدثین فی الھند شیخ عبدالحق محدث دہلوی آپ کا ارشاد شرح سفر السعادۃ میں مذکور ہے آپ فرماتے ہیں:

و علماء مذہب ما بایں قدر اکتفاء نکنند و گویند کہ حکم رفع منسوخ است وچون ابن عمر را کہ راوی حدیث رفع

است دیدند کہ بعد رسول خدا ﷺ عمل بخلاف ان کردہ ظاہر شد کہ عمل رفع منسوخ است (شرح سفر السعادت)

علامہ بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد العینی

شیخ الاسلام الامام العلامہ بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد العینی آپ کا قول عمدۃ القاری میں ہے۔

"والذی یحتج بہ الخصم محمول علی انہ کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ والدلیل علیہ ان عبداللہ بن الزبیر رای رجلا یرفع یدیہ فی الصلوٰۃ عندالرکوع وعند رفع راسہ من الرکوع فقال لہ لاتفعل فان ھذا الشئ فعلہ رسول اللہ ﷺ ثم ترکہ ویؤیدا النسخ ما رواہ الطحاوی باسناد صحیح حدثنا ابن ابی داؤد قال اخبرنا احمد بن عبداللہ بن یونس قال حدثنا ابوبکر بن عباس عن حصین عن مجاھد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ من الصلوٰۃ قال الطحاوی فھذا ابن عمر قد رای النبی ﷺ یرفع ثم ترک ھو الرفع بعد النبی ﷺ فلا یکون ذلک الا قد ثبت عندہ نسخ ما قد کان رای النبی ﷺ فعلہ"

الشیخ المحدث کمال الدین بن محمد بن عبدالواحد السکندری

آپ کا قول فتح القدیر میں مرقوم ہے۔

"وما فی الترمذی عن علی رضی اللہ عنہ عنہ ﷺ کان اذا قام الی الصلاۃ المکتوبۃ کبر ورفع یدیہ حذو منکبیہ ویصنع مثل ذلک اذا قضیٰ قرأتہ واراد ان یرکع و یصنعہ اذ ارفع من

السرکوع ولایرفع فی شیٔ من الصلوٰۃ وھو قاعد واذا قام من السجدتین رفع کذلک صححه الترمذی فمحمول علی النسخ للاتفاق علی نسخ الرفع عند السجود " (فتح القدیر ج ۱)

غلطی نمبر 10: غیر مقلد صاحب نے ترمذی شریف کی آسان عبارت کا انتہائی غلط ترجمہ کیا ہے ترجمہ ملاحظہ ہو۔

" ولم یثبت حدیث ابن مسعود ان النبی ﷺ لم یرفع یدیه الا فی اول مرة "

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود نے شروع میں رفع یدین کے پھر نہیں کیے

لم یرفع میں ھو ضمیر اس کا فاعل ہے اس کا مرجع لفظ النبی ہے اور غیر مقلد صاحب نے اس کا مرجع عبداللہ بن مسعود بنا دیا ہے یہ ایسی فحش غلطی جس کا وقوع کسی طالب علم سے بھی بعید الوقوع ہے۔

غلطی نمبر 11: لم یرفع صیغہ واحد کا ہے اور اس کا ترجمہ " رفع یدین کیے جمع کے صیغہ کا ترجمہ ہے جو کہ حدیث میں مذکور نہیں نیز عوام بھی یہ جانتے ہیں کہ شروع نماز میں ایک ہی بار رفع یدین کیا جاتا ہے کئی بار نہیں کیا جاتا۔

" عمدۃ القاری شرح بخاری کے حوالے سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بتایا ہے تو سوال یہ ہے کہ واقع سندا کہاں روایت کیا گیا عمدۃ القاری تو ایک حنفی نے بخاری کی شرح لکھی ہے وہ کوئی مستند کتاب نہیں۔ "

جو حدیث بغیر سند کے ذکر کی جائے اسے محدثین کی اصطلاح میں معلق کہا جاتا ہے حدیث معلق کے متعلق علامہ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں۔

" لکن قال ابن الصلاح ھنا ان وقع الحذف فی کتاب التزمت صحته کالبخاری و مسلم وما اتی فیه بالجزم دل علی انه ثبت اسناده عنده وانما حذف لغرض من الاغراض وما اتی فیه بغیر الجزم ففیه مقال "

لیکن ابن صلاح نے فرمایا ہے اگر سند کا حذف ایسی کتاب میں ہو جس کی صحت کا التزام کیا گیا ہو جیسے بخاری اور مسلم جو معلق صیغہ جزم کے ساتھ ہو تو یہ حذف اس پر دال ہے کہ اس حدیث کا اسناد مصنف کے نزدیک ثابت ہے اس نے کسی غرض کے لئے سند کو حذف کر دیا ہے اور جس معلق کو بغیر جزم کے ذکر کیا ہو اس معلق کی قبولیت میں نزاع اور اختلاف ہے۔

(نزھة النظر فی توضیح نخبة الفکر)

علامہ النواوی کا ارشاد ہے۔

" واستعمله بعضھم فی حذف کل الاسناد کقوله قال رسول اللہ ﷺ اوقال ابن عباس او عطا او غیرہ کذا وھذا التعلیق له حکم الصحیح " (تقریب النواوی ج ۱)

اور بعض نے تمام سند کے حذف میں تعلیق کا استعمال کیا ہے مثلاً یوں کہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے یا یوں کہ ابن عباس نے کہا یا عطا یا کسی اور کے متعلق کہے فلاں نے یوں کہا ہے یہ تعلیق حدیث صحیح کے حکم میں ہے۔

ان ائمہ دین کی ان تصریحات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حدیث معلق کو جب کوئی محدث صیغہ جزم کے ساتھ بیان کرے تو وہ حدیث معلق صحیح حدیث کے حکم میں ہے اور ائمہ حدیث کے نزدیک مقبول ہے ہر حدیث کی صحت اور قبولیت کے لئے بیان سند کو شرط قرار دینا علم اصول

حدیث سے جہالت پر مبنی ہے اس شرط سے تو تعلیقات بخاری جو بالاتفاق مقبول عندالائمہ ہیں بھی مردود ٹھہریں گی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر ﷛ کی روایت کو درج ذیل صنادید امت نے اپنی کتب جلیلہ میں ذکر فرمایا ہے۔

1: شیخ الاسلام علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن عینی رحمہ اللہ تعالیٰ
(عمدۃ القاری ج۵)

2: معجزۃ المصطفیٰ فی الھند شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ
(شرح سفر السعادت)

3: علامہ جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی (الکفایۃ)

4: شیخ الاسلام برھان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی مؤلف ہدایہ
(ہدایۃ ج ۱)

کوئی سلیم العقل ان ائمہ دین کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے اپنی کتب میں بے اصل غیر معتبر روایت کو ذکر کیا ہے دلیل بصورت قیاس اقترانی یوں مرتب ہوگی۔

صغریٰ: حضرت عبداللہ بن زبیر کی روایت محدثین نے صیغہ جزم سے ذکر کی ہے

کبریٰ: محدثین جسے صیغہ جزم سے ذکر کریں وہ صحیح ومقبول ہے نتیجہ آئیگا حضرت عبداللہ بن زبیر ﷛ کی روایت صحیح ومقبول ہے۔

عمدۃ القاری کے متعلق جو کیا گیا ہے کہ یہ ایک حنفی نے لکھی ہے کوئی مستند کتاب نہیں۔

اس کے جواب میں صرف اتنی گزارش کرونگا کہ چمگادڑ کو اگر دن میں سورج کی روشنی نظر نہ آئے تو اس کی وجہ سورج کے نور میں نقص یا کمی نہیں بلکہ اس کا اپنا اندھاپن ہی حائل ہے۔ جسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ لفظ رفع یدین مذکر ہے یا مؤنث اس کے عمدۃ القاری کو غیر مستند کہنے سے عمدۃ القاری اور اس کے مصنف کی شان میں کمی نہیں آئے گی۔ کیونکہ اس کتاب کی افادیت اور اس کے مصنف کی علمیت مسلم عندالخواص والعوام ہے۔

شیخ الاسلام العلامہ بدرالدین عینی وعمدۃ القاری اکابر علماء کی نظر میں

مؤرخ شہیر مصطفیٰ بن عبداللہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں۔

" وبالجملة فان شرحه حافل كامل فى معناه "

خلاصہ کلام یہ کہ شیخ الاسلام علامہ بدرالدین عینی کی شرح عمدۃ القاری علوم سے بھری ہوئی ہے اور بخاری کی کامل شرح ہے۔

(كشف الظنون عن اسامى الكتب والفنون ج ۱)

علامہ ابوالمعالی الحسینی رقمطراز ہیں:

" وهو الامام العلامه الحافظ المتقن شيخ العصر واستاذ الدهر محدث زمانه المنفرد بالرواية والدراية حجة الله على المعاندين وآية الكبرىٰ على المبتدعين شرح صحيح الامام البخارى بشرح لم يسبق له نظير فى شروح مع ماكانت له من المصنفات المفيدة والآثار السديده وبالجملة كان رحمه الله من مشاهير عصره علما وزهدا وورعا وممن له اليد الطولىٰ فى الفقه و الحديث (غاية الامانى)

شیخ الاسلام علامہ بدرالدین عینی امام العلامہ الحافظ پختہ علوم والے

زمانہ کے شیخ اور دھر کے استاد اپنے زمانہ کے محدث حدیث اور علوم عقلیہ میں یکتا تھے۔ راہ راست سے اعراض کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت اور بدمذہبوں پر اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانی تھے۔ امام بخاری کی صحیح کی انہوں نے ایک شرح تحریر فرمائی ہے صحیح بخاری کی سابقہ شروح میں اس کی نظیر نہیں ملتی آپ کی اور مفید تصانیف اور اثار سدیدہ ہیں الحاصل آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علم زھد اور تقویٰ کے لحاظ سے اپنے زمانہ کے مشاہیر سے تھے۔ (غایۃ الامانی)

علامہ شمس محمد بن الحسن النواجی الشافعی نے آپ کی شان میں کیا خوب کیا ہے

لقد حزت یاقاضی القضاۃ مناقبا
یقصر عنھا منطقی وبیانی

واثنی علیک الناس مشرقا و مغربا
فلازلت محمودا بکل لسان

(التبر المسبوک لعلامہ السخاوی)

اے قاضی القضاۃ آپ نے مناقب اپنی ذات میں جمع فرمالئے ہیں ان مناقب کے بیان سے میری قوت گویائی اور بیان قاصر ہیں مشرق اور مغرب میں لوگوں نے آپ کی تعریف کی ہے ہمشیہ ہر زبان پر آپ کی تعریف رہی ہے۔

(التبر المسبوک)

شیخ الاسلام علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے چالیس سال صرف حدیث شریف کی تدریس فرمائی ہے دوسرے علوم کی تدریس کا زمانہ بھی شمار کیا جائے تو مدت تدریس اس سے زائد ہوجاتی ہے علامہ سخاوی فرماتے

ہیں تدریس میں علامہ عینی رحمہ اللہ کی بہت شہرت تھی اور ہر مذہب کے فضلاء نے آپ سے استفادہ کیا ہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے چند کے اسماء ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

☆ الامام المحقق کمال الدین بن الھمام — مصنف فتح القدیر
☆ حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی
☆ محدث دیار شامیہ ابوالبقاء محمد بن ابی بکر المعروف بابن زریق
☆ قاضی القضاۃ عزالدین احمد بن ابراھیم الکتانی الحنبلی
☆ شیخ کمال الدین المالکی
☆ قاضی نورالدین الخطیب الجوھری الحنفی
☆ ابوالفتح محمد بن محمد العوفی

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ سے روایت کرتے ہیں لیکن اجازت عامہ کی وجہ سے باقاعدہ آپ نے علامہ عینی سے تحصیل نہیں کی کیونکہ علامہ جلال الدین سیوطی علامہ عینی کے وصال کے وقت صغر سنی کے عالم میں تھے

مسلمہ مشاہیر امت نے جو کلمات شیخ الاسلام علامہ بدرالدین عینی کے اعلیٰ و ارفع علمی مقام اور شرح کی قبولیت و افادیت سے متعلق ارشاد فرمائے ہیں ان میں سے بعض کا ذکر کیا ہے۔ سلیم العقل منصف مزاج کے لئے ان میں کفایت ہے جاہل و متعصب کے لئے دفتر بھی ناکافی ہے۔

''غیر مقلد صاحب نے مزید لکھا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ جن کا محدثین میں جو مقام ہے وہ کسی سے مخفی نہیں'' اس کے بعد امام بخاری

رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض اقوال جو رفع یدین کے متعلق ہیں وہ ذکر کیے ہیں۔"

غیر مقلدین کے سامنے مشاہیر ائمہ دین میں سے جب کسی کا قول یا فعل پیش کیا جائے تو وہ فوراً کہہ دے کہ ہم حدیث کے علاوہ کسی کا قول اور فعل تسلیم نہیں کرتے مسئلہ ترک رفع یدین پر احادیث کثیرہ موجود ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم رکوع میں جاتے اور سر اُٹھاتے وقت رفع یدین نہیں فرماتے تھے چونکہ یہ احادیث ان کی خواہشات کے موافق نہ تھیں سب کو چھوڑ کر امام بخاری رحمہ اللہ کے اقوال کا سہارا لے لیا ہے اور کہہ دیا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا بڑا مقام ہے اگر بڑے مقام والے کا قول وفعل آپ کے نزدیک حجۃ ودلیل ہے تو پھر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی جن کا بڑا مقام ہے ان کا قول وفعل تو رکوع کے وقت ترک رفع یدین کا ہے ان کا قول آپ کیوں نہیں لیتے ان کے قول وفعل کے ترک سے ترجیح مرجوح لازم آئے گی لازم باطل تو ملزوم بھی باطل۔

امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا علمی مقام:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے ہیں رسول اللہ ﷺ نے آپ کے علم کے متعلق بشارت ارشاد فرمائی۔

"لو کان العلم عند الثریا لتناوله رجال من ابناء الفارس"

(حلیۃ الاولیاء)

اگر علم ثریا کے پاس ہو تو ابناء فارس کے افراد اس کو حاصل کر لیں گے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے اس کا اصل صحیح ہے جس پر امام اعظم رحمہ اللہ کے متعلق بشارت اور ان کی فضیلت میں اعتماد کیا جاتا ہے۔

(الخیرات الاحسان)

مکی بن ابراہیم کا ارشاد ہے۔ "کان اعلم اهل الارض" امام اعظم رضی اللہ عنہ زمین میں سب سے بڑے عالم تھے۔ (البدایہ والنہایہ)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام امام بخاری رحمہ اللہ سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ امام بخاری آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ نے ترک رفع یدین کا قول فرمایا ہے۔ علماء میں جس کا مقام بلند ہو اسی کا قول لینا تھا تو پھر امام بخاری سے آپ کا مقام اعلیٰ وارفع ہے آپ کا قول کیوں نہیں لیا گیا۔

شرح معانی الآثار میں ہے۔

" حدثنا ابن ابی داؤد قال حدثنا الحانی قال حدثنا یحییٰ بن آدم عن الحسن بن عیاش عن عبدالملک بن البحر عن الزبیر بن عدی عن ابراهیم عن الاسود قال رأیت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لایعود "

(شرح معانی الآثار ج ۱)

حضرت اسود سے روایت ہے آپ نے فرمایا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تکبیر اولیٰ کے وقت رفع فرماتے پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ یوں ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی رفع یدین رکوع کے وقت نہیں فرماتے تھے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا مقام علم میں امام بخاری رحمہ اللہ سے بہت زیادہ ہے ان کے فعل سے کیوں اعراض کیا گیا حقیقت یہ ہے غیر مقلدین کی

رفع یدین رکوع کے وقت ابتداء میں تھا اور بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے ورنہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے دو قول متعارض ہونگے۔ کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے آپ کا یہ قول بھی ذکر کیا کہ

حدیث: "رأیت رسول اللہ ﷺ اذا قام فی الصلوۃ رفع یدیه حتی تکونا حذو منکبیه و کان یفعل ذلک حین یکبر للرکوع الحدیث"

مسند حمیدی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع کے وقت رفع یدین نہیں فرماتے تھے رفع تعارض کے لئے ضروری ہے کہ یہ کہا جائے ابتداء میں رفع یدین تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ جیسا کہ ائمہ دین نے ارشاد فرمایا ہے۔

حدیث نمبر 7: "حدثنا ابن ابی داؤد قال حدثنا نعیم بن حماد قال حدثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبداللہ عن النبی ﷺ انه کان یرفع فی اول تکبیرة ثم لایعود" (شرح معانی الآثار ج ۱)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تحقیق تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین فرماتے تھے دوبارہ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

حدیث نمبر 8: "حدثنا عبداللہ بن ایوب المخرمی و سعد بن نصر و شعیب بن عمرو فی آخرین قالوا حدثنا سفیان بن عینیة عن الزهری عن سالم عن ابیه قال رأیت رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه حتی یحاذی بهما وقال بعضهم حذو منکبیه واذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع رأسه من الرکوع لایرفعهما وقال بعضهم ولا یرفع بین السجدتین"

حضرت سالم نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو رفع یدین فرماتے کندھوں تک اور جب آپ ارادہ فرماتے رکوع کرنے کا اور رکوع سے سر اُٹھانے کا، تو آپ رفع یدین نہ فرماتے اور بعض نے کہا ہے کہ آپ دونوں سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین نہ فرماتے۔ (صحیح ابو عوانہ ج ۲)

حدیث نمبر 9: "حدثنا ابن ابی داؤد قال حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال صلیت خلف ابن عمر رضی اللّٰه عنه فلم یکن یرفع یدیه الا فی التکبیرة الاولیٰ من الصلوٰة" (شرح معانی الآثار ج ۱)

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی تو آپ نماز میں تکبیر اولیٰ کے سوا رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

حدیث نمبر 10: "حدثنا هنادنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوة رسول اللہ ﷺ فصلی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرة قال و فی الباب عن البراء بن عازب قال ابوعیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسن و به یقول غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ والتابعین وهو قول سفیان واهل الکوفه" (الترمذی ج ۱)

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے

ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں پھر آپ نے نماز پڑھی تو تکبیر اولیٰ کے سوا رفع یدین نہ فرمایا۔ اور ترک رفع یدین کے باب میں حضرت براء بن عازب ؓ سے بھی حدیث مروی ہے امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی حدیث حسن ہے اور بے شمار علماء صحابہ وتابعین صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کے قائل ہیں اور حضرت سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے۔

حدیث نمبر 11: "حدثنا عثمان بن ابی شیبہ نا وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی ابن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ ﷺ قال فصلی فلم یرفع یدیہ الا مرۃ" (ابوداؤد ج ۱)

حضرت علقمہ ؓ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں پھر آپ نے نماز پڑھی صرف ایک بار (تکبیر اولیٰ) کے علاوہ رفع یدین نہ فرمایا۔

حدیث نمبر 12: "اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبداللہ بن مبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ عن عبداللہ قال الا اخبرکم بصلوۃ رسول اللہ ﷺ قال فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لم یعد" (نسائی ج ۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی خبر نہ دوں علقمہ نے فرمایا پھر حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کھڑے ہوئے اور تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا پھر نہیں کیا

حدیث نمبر 13: "اخبرنا محمود بن غیلان المروزی حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ عن عبداللہ انہ قال الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ ﷺ فصلی فلم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ" (نسائی ج ۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں پھر آپ نے نماز پڑھی ایک ہی بار (تکبیر اولیٰ کے وقت) رفع یدین فرمایا۔

حدیث نمبر 14: "حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال قال ابن مسعود الا اصلی لکم صلوۃ رسول اللہ ﷺ قال فصلی فلم یرفع یدیہ الا مرۃ" (مسند احمد ج ۱)

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں پھر آپ نے نماز پڑھی صرف ایک دفعہ رفع یدین فرمایا۔

حدیث نمبر 15: "ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراھیم عن الاسود ان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کان یرفع یدیہ فی اول التکبیر ثم لا یعود الی شیء من ذلک و یاثر ذلک عن رسول اللہ ﷺ" (جامع المسانید ج ۱)

حضرت امام ابوحنیفہ نے حضرت حماد اور انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں اسود انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت فرمائی

وبجمع والمقامين حين يرمى الجمرة "(معجم طبرانی کبیر ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات جگہوں میں جب نماز شروع کی جائے اور مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت بیت اللہ شریف کی زیارت کرے اور جب صفا اور مروۃ پر کھڑا ہو اور جب عرفات میں زوال کے بعد لوگوں کے ساتھ وقوف کرے اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور دونوں جمروں کو رمی کے وقت۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رکوع میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

حدیث نمبر 21: "عن الاسود قال صليت مع عمر فلم يرفع يديه في شئ من الصلوة الا حين افتتح الصلوة الحديث"

حضرت اسود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہیں فرمایا تھا ابتداء نماز کے علاوہ

حدیث نمبر 22: "حدثنا ابن ابى داؤدا قال حدثنا الحمانى قال ثنا يحيى بن آدم عن الحسن بن عياش عن عبدالملك بن ابحر عن الزبير بن عدى عن ابراهيم عن الاسود قال رأيت عمر بن الخطاب رضى الله عنه يرفع يديه فى اول تكبيرة ثم لا يعود" (شرح معانی الآثار ج ۱)

حضرت اسود نے فرمایا ہے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین فرماتے تھے اور پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ رکوع کے وقت رفع یدین نہیں فرماتے تھے

حدیث نمبر 23: "حدثنا عاصم بن كليب عن ابيه ان على رضی اللہ عنہ كان يرفع يديه فى اول تكبيرة من الصلوة ثم لا يرفع بعد" (شرح معانی الآثار ج ۱)

حضرت عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز میں پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین فرماتے تھے پھر اس کے بعد رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

حدیث نمبر 24: "عن عاصم بن كليب عن ابيه ان على كان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة ثم لايعود" (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱)

حضرت عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین فرماتے تھے پھر اس کے بعد نہیں فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رکوع کے وقت رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

حدیث نمبر 25: "عن مجاهد قال صليت خلف ابن عمر فلم يكن يرفع يديه الا فى التكبيرة الاولى من الصلوة" (شرح معانی الآثار ج ۱)

حضرت مجاہد نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی نماز میں رفع یدین فرمایا

حدیث نمبر 26: "عن مجاهد قال ما رأيت ابن عمر يرفع يديه الا

کرتے دیکھا کہ رکوع میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتا تو آپ ﷺ نے اسے منع فرمایا۔

"این چنیں مکن ایں چیزی است کہ کرد آنرا رسول خدا ﷺ بعد ازاں ترک داد یعنی ایں حکم در اوائل بود پس منسوخ شد" (شرح سفر السعادت)

رفع یدین نہ کر رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین کیا تھا بعد میں چھوڑ دیا یعنی رفع یدین کا حکم ابتداء اسلام میں تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے فرمودات سے ظاہر ہو گیا کہ رفع یدین رکوع کے وقت منسوخ ہے کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے جب صحابی کسی حدیث سے متعلق نسخ کا قول فرمادے تو اس کا نسخ ثابت ہو جاتا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

"ویعرف النسخ بامور ومنھا یجزم الصحابی بانہ متأخر" (نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر)

نسخ کی معرفت چند امور سے ہوتی ہے ان امور میں سے ایک یہ ہے کہ صحابی کسی حدیث کے متعلق فرمادے یہ حدیث بعد میں ہے تو وہ پہلی کے لئے ناسخ ہوگی۔

منکرین ترک رفع یدین کی رفع یدین پر بڑی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ روایت ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بخاری جلد اول میں ذکر فرمایا ہے۔

"رأیت رسول اللہ ﷺ اذا قام فی الصلوۃ رفع یدیہ حتی تکونا حذو منکبیہ وکان یفعل ذلک حین یکبر للرکوع ویفعل ذلک اذا رفع رأسہ من الرکوع"

اس روایت سے رفع یدین پر بوجوہ استدلال درست نہیں اولاً اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت مجاہد فرماتے ہیں میں نے کئی سال عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز ادا کی اور کبھی آپ کو رکوع کے وقت رفع یدین کرتے نہیں دیکھا جب کسی راوی کا عمل اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہو تو اس کی روایت ساقط ہو جاتی ہے اس سے استدلال اور اس پر عمل جائز نہیں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

گفت سالھا خلف ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز گزاردم وھرگز ندیدم کہ رفع یدین کرد الا نزد افتتاح عمل بایں حدیث ساقط باشد زیرا کہ مقرر شدہ است در اصول حدیث کہ چون راوی بر خلاف روایت خود عمل کند عمل بایں روایت ساقط گردد (شرح سفر السعادت)

حضرت مجاہد نے فرمایا ہے میں نے کئی سال عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے۔ میں نے انہیں ابتداء نماز کے علاوہ ہرگز رفع یدین کرتے نہیں دیکھا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل نہیں ہو سکتا کیونکہ علم اصول حدیث میں یہ بات ثابت اور طے شدہ ہے کہ جب راوی کا عمل اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہو تو اس حدیث سے عمل ساقط ہو جاتا ہے۔

علامہ جلال الدین خوازمی فرماتے ہیں۔

" والراوی اذا عمل بخلاف ما روی سقط روایته " (الکفایۃ ج ۱)

راوی جب اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کرے تو اس کی روایت ساقط ہو جاتی ہے۔

ثانیاً: اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد رأیت رسول اللہ ﷺ جملہ ماضویہ ہے اور جملہ ماضویہ کی دلالت صرف اس پر ہوتی ہے کہ ماضی میں امر مذکور کا وقوع اور حدوث ایک بار ہو گیا ہے دوام و بقا پر جملہ ماضویہ دلالت نہیں کرتا مزید برآں رفع یدین سے متعلق دوام و بقاء کی نفی پر روایات موجود ہیں پھر کس طرح اس روایت سے رفع یدین کے بقاء پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

مسند ابی یعلی میں ہے۔

" ان النبی ﷺ کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیه ثم لا یرفع حتی ینصرف "

بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو رفع یدین فرماتے پھر رفع یدین نہیں فرماتے تھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔ (مسند ابی یعلی ج ۳)

ثالثاً: رأیت رسول اللہ ﷺ قضیہ مطلقہ عامہ ہے غیر مقلدوں نے لاعلمی سے اس کا مفہوم دائمہ مطلقہ کا مفہوم سمجھ لیا اور غلط استدلال کے مرتکب ہوئے

اثبات مدعیٰ اور ازالہ شکوک و شبہات کی پوری کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ اس کوشش کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے اور شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین بحق طٰہٰ و یٰسین

محمد یعقوب ہزاروی

۲۰ مارچ ۲۰۰۷ء